جہازوں میں بھی نہیں جاتے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ نیویارک سے لندن تک کا ۵۵ہم ہم میل کا سفر، ۲۲ امسافروں اور سامان کے ساتھ بغیر ٹھیرے ساڑھے چھ گھنٹوں میں طے ہوگا۔ اور لندن سے نیویارک کا سفر، ۱۱۷ مسافروں اور سامان کے ساتھ ساڑھے ۷ گھنٹوں میں طے ہوگا۔ اسی طرح سڈنی اور سنگاپور کے درمیان ۳۹۱۵ میل کا سفر ہم ۹ مسافروں اور سامان کے ساتھ یہ جہاز ۸ گھنٹوں میں طے کرے گا۔

جہاز کے اعلیٰ درجے میں ۹۶ نشستیں الگ الگ اوپر کے عرشہ میں پھیلی ہوں گی۔ سیاحوں کے لیے اوپر کے عرشے میں ۱۵۰ اتھری نشستیں ہوں گی۔ نیچے کے عرشے میں صرف ۱۶ امسافروں کے لئے جگہ ہوگی اعلیٰ عرشے میں ڈریسنگ روم ہوں گے اور شراب خانہ بھی ہوگا۔

خطبۂ افتتاحیہ برطانوی انجمن ترقی سائنس

بلفاسٹ (آئرستان) میں برطانوی انجمن ترقی سائنس کے سالانہ جلسہ میں انجمن کے صدر پروفیسر اے۔ وی۔ ہل نے اپنے خطبۂ افتتاحیہ میں کوئی ۵۰۰ ہم ارکین کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ کیا دنیا میں سائنسدانوں نے خیر سے زیادہ شر پیدا کیا ہے؟

پروفیسر موصوف کی عمر اس وقت ۶۵ سال کی ہے اور وہ یونیورسٹی کالج لندن میں پروفیسر ہیں۔ وہ اس وقت ورزشی عضلیات (Physiology) پر سند کا درجہ رکھتے ہیں ان کو نوبل انعام بھی مل چکا ہے ان کا خیال ہے کہ سائنس اپنی حدود سے آگے نکل گئی ہے۔ اخباروں نے خبر دی ہے کہ جلسہ کے شریک ہونے والوں سے جب سوال کا جواب مانگا گیا تو انھوں نے اعتراف کیا کہ شر کا پلڑا جھک رہا ہے گو اس میں قصور سائنس دانوں کا نہیں ہے۔

ان لوگوں کا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ سائنسی انکشافات کو روکا نہیں جا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کا غلط استعمال کیا جائے جیسا کہ جراثیمی جنگ اور جوہری بم سے ظاہر ہوتا ہے۔

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا ہے کہ حفظان صحت، ضبط وبا، شیر خواروں کی شرح اموات میں کمی، اور اوسط عمر کے اضافہ نے دنیا کی آبادی کو بہت بڑھا دیا ہے۔ ابھی برسوں تک قدرتی

وسائل بالخصوص غذا کی کمی کا اثر ظاہر ہوتا رہے گا۔

عالمی قحط پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر موصوف یہ سوال قایم کرتے ہیں کہ کیا یہ مناسب ہے کہ ڈاکٹر اور سائنس داں گنجان آبادی اور کم غذا والے علاقوں میں شرح اموات کی کمی کو روک دیں تاآنکہ لوگوں میں اتنا احساس پیدا ہو جائے کہ ضبط تولید کے ذریعہ وہ اپنی تعداد کم کردیں؟ پھر خود ہی پروفیسر موصوف جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سوال کا جواب قطعی "ہاں" میں نہیں دیا جا سکتا۔

آگے چل کر انھوں نے فرمایا کہ

"آج کل انسانی حقوق کا بہت چرچا ہے لیکن کیا انسانی حقوق میں بے حد حساب تکثیر بھی شامل ہے جو محتاط تر لوگوں کے لئے ایک گراں بار ہے"

انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کم غذا والے ملکوں میں لوگوں کی زندگیوں کو طویل تر کر دینے سے یہ اندیشہ ہے کہ ان کی اولاد کی عمریں کم ہو جائیں اور ان کی اولاد در اولاد قحط کا شکار ہو جائے اس پر پروفیسر موصوف ایک دوسرا سوال کرتے ہیں۔

"اگر اخلاقی اصول ہم کو شر کے ارتکاب سے باز رکھتے ہیں تاکہ "خیر" حاصل ہو تو کیا ہم "خیر" کرنے میں حق بجانب ہوں گے اگر اس "خیر" کا نظر آنے والا نتیجہ "شر" ہو۔

موصوف کی تجویز یہ ہے کہ بیماریوں کو قابو میں رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے لوگوں بالخصوص عورتوں کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بھی تعلیم دینے کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ [ع]

نقش حکمت

جناب احمق پھپوندی کے نام سے ہندوستان کا تقریباً ہر پڑھا لکھا واقف ہے۔ آپ کا شمار ہندوستان کے معدودے چند شعراء میں ہے۔ آپ کے کلام کا انداز ظرافت رنگینی اور شوخی کے ساتھ پرحکمت بھی ہوتا ہے "نقش حکمت" احمق صاحب کے کلام کا بہترین اور تازہ ترین مجموعہ ہے۔ مجموعہ کو تین عنوانوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اشارات، عبارات، خطابات، آخر میں منتخب غزلیات کا حصہ رکھا گیا ہے صفحات ۹۰ قیمت مجلد ہے۔

تبصرے

حکیم الامت از مولانا عبدالماجد دریابادی۔ تقطیع کلاں ضخامت ۴۱۲ صفحات کتابت وطباعت بہتر۔ قیمت مجلد آٹھ روپے آٹھ آنے پتہ:۔(۱) دارالمصنفین اعظم گڈھ (۲) صدیق بک ایجنسی کچہری روڈ لکھنؤ

مولانا عبدالماجد دریابادی کو حضرت مولانا تھانوی سے شرف ملاقات ونیاز پہلی بار ۱۹۲۸ء میں حاصل ہوا تھا۔ اس پہلی ملاقات کا نقش اتنا گہرا ہوا کہ اس میں روز بروز جلا ہی ہوتی رہی اور حضرت مولانا کی وفات جولائی ۱۹۴۳ء تک برابر قایم رہا اس مدت میں مولانا کو بارہا تھانہ بھون میں کبھی طویل اور کبھی مختصر قیام کر کے مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے بالمشافہہ اکتساب فیض وسعادت کا موقعہ ملا اور خطوط کتابت کا سلسلہ تو برابر جاری رہا لیکن اس کتاب سے عام خیال کے برخلاف یہ پہلی بار معلوم ہوا کہ فاضل مرتب باقاعدہ مرید حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب سے ہیں مولانا تھانوی سے ان کا علاقہ صرف ارادت وعقیدت اور استفاضہ واستفادہ کا تھا اگرچہ یہ تعلق پیری اور مریدی کے رشتہ سے بھی کہیں زیادہ گہرا اور عقیدتمندانہ تھا) یہ مراسلت دینی۔ تفسیری۔ فقہی اور کلامی مسائل سے متعلق ہوتی تھی اور چونکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ فاضل مرتب کے لئے ایک خاندانی بزرگ۔ اعلیٰ درجہ کے مشیر کار اور مربی وسرپرست کی حیثیت بھی رکھتے تھے اس بناپر خطوط میں نجی معاملات اور امور خانگی کا تذکرہ بھی بے تکلف ہوتا تھا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ جہاں تک امراض نفس اور ان کے علاج کا تعلق ہے واقعی حکیم الامت تھے۔ اس بناء پر ادھر سے ان نجی معاملات کی نسبت جو ارشادات اور مشورے ہوتے تھے وہ بے شبہ نسخہائے شفا کی حیثیت رکھتے تھے۔ فاضل مرتب نے انھیں بالمشافہہ ملاقاتوں کے تاثرات اور باہمی مراسلات ومکاتبات کے موتے قلم سے مولانا تھانوی کے علمی وعملی اور اخلاقی